ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر محمد سہیل
لیکچرار ایجوکیشن، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان
ڈاکٹر شکریہ قادر
اسسٹنٹ پروفیسر پشتو، عبدالولی یونیورسٹی مردان
ڈاکٹر ظفر اللہ
اسسٹنٹ پروفیسر پشتو،عبدالولی یونیورسٹی مردان

تعلیم و تھذیب میں گندھارا کا تاریخی کردار

Dr. Muhammad Sohail
Lecturer in Education, Abdul Wali Khan University, Mardan
Dr. Shukria Qadir
Assistant Professor in Pashtu, Abdul Wali Khan University, Mardan
Dr. Zafarullah
Assistant Professor in Pashtu, Abdul Wali Khan University, Mardan

Role of Ghnadhara civilization in promoting Education

This paper is about the ancient civilization of Ghandahara and its effect upon educational, social, cultural and archival development in the region. Ghandahara remained the center of great learning for decades and its centres of excellence were constructed in Pushklawati current name Charsadda, Pushapura currently named as Peshawar and Taxilka now named as Taxila. These centers of great learning imparted education in the indigenous style. The word "Gandhara" is frequently mentioned in the vast courtyard of history. Infect, the word is derived from two Sanskrit words "Gand" and "Hara", meaning "fragrance" and "area" respectively. This area is famous for its flowers and buds. This concept extends to the fragrance of flowers found in the valleys of three areas connected with Gandhara, Yodhiana (Swat), Kanshakpura (Parashpura), Peshawar and Pashkalavati (Charsadda). The word Gandhara is first used in the Rig

Veda where it is used for the northeastern border of India. Is. Later credible quotes for Gandhara 'Apastamba Apastamba' Saravata Sutras Haramaxi srauts.

Key Words: Pukhkalawati, Ghandhara, Youdyana, Rage veed, Apastamba, Sarvata, Bala Hisar, Masaga.

۱۔ گندھارا

تاریخ کے وسیع آنگن میں لفظ "گندھارا" کا ذکر بار بار آتا ہے۔ دراصل یہ لفظ سنسکرت کے دو الفاظ "گند" اور "ہارا" سے ماخوذ ہے، جسکی معنی بالترتیب "خوشبو" اور "علاقہ" کے ہیں۔ یہ علاقہ پھولوں اور کلیانوں کیلئے مشہور ہے۔ یہ مفہوم گندھارا سے منسلک تین علاقوں، یودھیانہ (سوات)، کاشک پورہ (پرشپورہ) پشاور اور پشکلاوتی (چارسدہ) کی وادیوں میں پانے جانیوالے پھولوں کی خوشبو تک وسعت رکھتا ہے۔[1]

لفظ گندھارا پہلی مرتبہ 'رگ وید' میں استعمال ہوا ہے جہاں یہ نظر ہندوستان کے شمال مشرق سرحد کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔[2] دوسری مرتبہ گندھارا لفظ 'آتاروا وید' میں آیا ہے جنہوں نے گندھارا کو 'مجاونٹس' کی پہاڑیوں کے ساتھ جوڑا ہے۔ گندھارا کیلئے بعد میں آنیوالے معتبر حوالے 'آپسٹمبا Apastamba' سراوتا سوترس ہراماکسی srauts sutras Hiramyakesi اور 'بویدیانہ' ہیں۔ برگس[3] کے مطابق تاریخی شواہد گندھارا کا مسکن دریائے کابل اور 'وید' بتاتے ہے۔ قدیم یونانی مؤرخین بشمول ہیروڈوٹس، ہکاٹایوس، ٹولمی اور سٹرابو نے بھی گندھارا لفظ استعمال کیا ہے۔[4]

1.2- گندھارا کا جغرافیہ:

گندھارا کوہ ہندوکش اور کوہ ہمالیہ کے سنگم کے نیچے پہاڑی سلسلہ ہے۔ وادی گندھارا پانی اور قدرتی جنگلات کے دولت سے مالامال علاقہ تھا۔ یہ ہندوستان اور جنوبی و مرکزی ایشیا کے مابین واقع تھا جو کہ ثقافتی تبادلے کیلئے موزون ترین علاقہ تھا۔ کچھ میدانی سرسبز تہوں کے علاوہ باقی ماندہ 'گندھارا' شمال میں کوہ ہندوکش و ہمالیہ کے دامن میں پہاڑی سلسلہ ہے جنوب میں یہ بلند و بالا سلسلہ ہے۔ دریائے سندھ کے مغرب میں دریائے کابل کے ساتھ وادی پشاور کے ۶۵۰۰ مربع کلومیٹر رقبہ پر محیط ہے۔[5] ڈاکٹر احسان علی کے مطابق گندھارا آموک ءبدھست سکول آف آرٹ کی علاقائی ہئیت کا نام ہے اور اسے علاقائی بدھست سٹائل بھی کہا گیا۔ فاروق سواتی کا حوالہ دیکر ڈاکٹر احسان علی لکھتے ہیں کہ چونکہ ہر علاقے کا بدھ ست سٹائل محفوظ ہے لہٰذا تمام سٹائلز کو جو منفرد شناخت رکھتے ہیں

گندھارا آرٹ کہنا مناسب نہیں کیونکہ گندھارا آرٹ کی شروعات وادی سوات سے ہوتی ہیں۔[4] گندھارا کے جغرافیہ میں سوات، ملاکنڈ، بونیر، مہمند، پشاور، چارسدہ، نوشہرہ، مردان، صوابی کے علاوہ دریائے سندھ کے مغربی اضلاع ٹیکسلا (راولپنڈی)، ہری پور، ایبٹ آباد، مانسہرہ، بٹگرام شامل ہیں جبکہ گندھارا اثار کی کچھ باقیات کے کوئل پاس کے قریب سے بھی ملی ہیں۔[7]

1.3-گندھارا تاریخ کے آئینے میں:

اگرچہ گندھارا لفظ پہلی مرتبہ رگ وید میں آیا ہے تاہم اس کا قبل از تاریخ زمانہ وسطی ہجری دور کے نوادرات سے ملتا ہے جو مردان کی سنگھاؤ پہاڑی کے کھدائی کے دوران چند نوادرات سے عیاں ہے جو کہ احمد حسن دانی نے 63-1962 میں دریافت کئے۔[8]

اس کے مطابق یہ تقریباً 1500 سال پرانا ہے۔چند نئے نوادارت 30,000 سال قدامت کی گواہی دیتے ہیں۔سنگھاؤ کے علاوہ باجوڑ تنگاناؤ نامی علاقے سے بھی وسطی حجری دور کے کچھ نوادرات خیبر پختونخوا کے محکمہ آثار قدیمہ کو ملے ہیں۔پتھر کے بنے یہ اوزار وسطی حجری دور کے ہیں۔[9] ٹیکسلا میں سرائے کھولا کے قریب ایم اے حلیم کو 1969ء میں مابعد پتھر کے زمانے کے آثار ملے ہیں جن میں زرعی پیداوار اور مستقل رہائش گاہوں کے آثار(3000 BC-3260 BC)تک کے ہیں۔[10] سری کھولہ سے کوٹ دیجن دور ثقافت(2600 BC-3000)اور ہڑپہ(1700 BC-2600 BC)کے آثار بھی ملے ہیں۔گندھارا کے اثار سری کولہ، ہاتھیال(ٹیکسلا)،ظریف کورونہ (پشاور)، تیمر گرہ، بلامبٹ، تھانہ، علی گرام، لیونر(سوات) سے ملے ہیں جو کہ (600 BC 1700)کے ہیں۔گندھارا کے بہت سے آثار قبروں سے کھدائی کے دوران نکلے ہیں جنہیں ماہرین آثار قدیمہ نے 'گندھارا قبر کلچر' کا نام دیا ہے۔یہ آثار علی گرام (سوات)، بلامبٹ (دیر)، ہاتھیال (ٹیکسلا)، باجوڑ، چترال اور دیر سے بھی ملے ہیں۔ 'گندھارا قبر کلچر' کے بارے میں ماہرین کی متفقہ رائے یہ ہے کہ یہ انڈویورپین زبانیں بولنے والے لوگ ترک وطن کے بعد یہاں بسنے پر اپنے ساتھ لائے۔قدیم ایران بادشاہ کوروش نے 528 BCتک یہاں حکومت کی۔جن کے پیش رو دارایوش اعظم(Darius the Great)تھے۔یہ داریس عظیم اول کا زمانہ (528-486BC)تھا، کہ جب گندھارا کو قدیم ایرانی بادشاہ کوروش کی سلطنت کا باقاعدہ صوبہ تسلیم کیا گیا۔ برٹش آرکیالوجی مشن نے 'کوروش' کے عظیم نمونے آکرہ (بنوں) اور بالا حصار (چارسدہ) میں ڈھونڈ نکالے۔کوروش

سلطنت میں 'گندھارا' ہمی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ سکندر اعظم گندھارا میں (327BC) داخل ہوا۔ اس نے کوروش اس خطے کو سلطنت کے تمام صوبوں پر قبضہ کیا۔ تاریخی آثار کے حوالے بتاتے ہیں کہ سکندرِ اعظم ناوا پاس (باجوڑ / مہمند) سے داخل ہوا اور اپنی فوج کو دو حصوں میں منقسم کرنے کا حکم دیا۔ ایک گروہ تالاش (دیر) اور بری کوٹ (سوات) کے راستے جبکہ دوسرا گروہ دریائے کابل سے وادی پشاور میں داخل ہوا۔ دونوں گروہ ہنڈ (صوابی) کے مقام پر باہم ملے اور دریائے سندھ کو عبور کرنے کے بعد ٹاک ساسیلا (ٹیکسلا) پہنچے۔[11]

سکندر اعظم کو مساگا، انداکا، بازیرہ، اور کے پہاڑوں پر شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ مؤرخین مساگا کو کالاش وادی چترال کا علاقہ سمجھتے رہے تاہم یونانی مؤرخین نے اس دعوے کو مسترد کیا ہے اور اسے وادی سوات کا علاقہ بتایا ہے۔ پختونخوا کے ماہر آثار قدیمہ بھی چترال میں کسی مساگا جو سکندر اعظم نے فتح کیا ہوا، کا حوالہ دینے سے قاصر ہیں جہاں تک 'آرنوس' کا تعلق ہے۔ ٹوسی[12] کا خیال ہے کہ اورا (اوڈیگرام) فتح کرنے کے بعد بازیرہ (بری کوٹ) کے لوگ (بشمول دوسرے قبائل کے) بھاگ کر 'پیٹرا' (پہاڑی) میں پناہ لینے لگے جسے 'آرنوس' کہتے ہیں۔ سر اورل سٹین[13] کا خیال ہے کہ بازیرہ قبیلے نے ایلم (بونیر) میں پناہ لی تھی۔ وہ آرونا کو ایلم نہیں سمجھتے بلکہ وہ 'آرنوس' چکیسر (دیر) کو سمجھتے ہیں۔ وہ اس بات کی بھی نفی کرتے ہیں کہ سکندر اعظم نے انجنئیرز کا ایک گروہ دریائے سندھ کے دائیں کنارے پل بنانے کیلئے بھیجا تھا۔ 'آرنوس' سے پہلے سکندر اعظم ایمبولیما (امبیلا) پہنچے، وہاں سامان اور خوراک کا ذخیرہ پہنچایا گیا تھا اور اگلے دن 'آرنوس' کی طرف پیش قدمی کی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ سکندر اعظم کے دونوں گروہ ہنڈ (صوابی) کے مقام پر ملے اور وہاں سے نئے مہم جوئی شروع کی۔ ٹیکسلا کے حکمران امبی نے یونانیوں کے خلاف ہتھیار پھینک دیئے اور 500 سپاہی بھی یونانیوں کے لشکر میں شامل کئے۔ امبی کو شکست دینے کے بعد یونانیوں نے جہلم کے حکمران راجہ پورس کو شکست دے دی۔ پورس کو گرفتار کر کے سکندر اعظم کے سامنے پیش کیا گیا۔ یونانیوں کو چناب کے آگے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی مزاحمت کی وجہ سے سکندر اعظم رمباکا (مکران) بھاگ گیا اور وہاں سے مغرب کی طرف چلا گیا جہاں بابل (عراق) میں 323BC کو وفات پا گیا۔[14]

ہندوستان سے یونانیوں کے قصبے کا خاتمہ 305 ق م میں چندراگپتا موریہ کے ہاتھوں ہوا۔ ہندوستان میں تاریخ کے صفحات سکندر اعظم کے ہندوستانی سلطنت پر قبضے اور حکومتی طریقہ کار کے بارے خاموش ہیں۔ یہاں تک کہ چندراگپتا کے بارے میں ریکارڈ بھی یونانی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح چندراگپتا اور سکندر اعظم کے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

جرنیل کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے تاہم اس معاہدے میں کوہ ہندوکش کا جنوبی علاقہ شامل نہیں تھا۔ چندراگپتا کے بعد انکا بیٹا بھندوسارا(۲۹۷ق م) میں حکمران بنا۔ تاہم موریہ سلطنت کے طرز زندگی، سیاسی طاقت، ترقی، ثقافت کی سرپرستی اور طرز تعمیرات کا اصل پتہ بادشاہ اشوکا(۲۷۲-۲۳۲ق م) سے چلتاہے۔ جنگ (کالنگا) کے بعد اشوکا (۲۶۲ ق م) بدھ ازم کے طرف راغب ہوا اور اس نے دنیا کے مختلف علاقوں میں بدھ ازم کی پرچار کیلئے اپنے مشنریز بھیجے[15]

اسی سلسلہ میں اشوک نے ایک بدھ راہب مدھیا نکتیکہ گندھارا(256BC) بھیجا۔ تاریخ اور نوشتہ ریکارڈ گندھارا خطے کی نشاندہی ایسے کرتا ہے کہ یہعلاقہ مانسہرہ، ٹیکسلا، شہباز گڑھی (مردان)، قندھار، لغمان بطور موریہ سلطنت باقیات پر مشتمل ہے۔ ٹیکسلا میں دھرماراجیکاسٹوپہ (ٹیکسلا)، جمال گڑھی (مردان) اور بٹکارا کی (سوات) موریہ سلطنت کے واضح آثار ہیں۔(۲۴۵-۲۴۲ق م) کے دوران یونانی نو آبادیات میں سے وائیڈوٹس انے دریائے آمو کے کنارے باختر ریاست قائم کی۔ بعد میں ان باختری یونانیوں کے ڈیمٹسر س اہی نے ہندیوناتی سلطنت پورے گندھارا پر قائم کی اور موریہ (190BC) سلطنت کا خاتمہ کیا۔ انہوں نے اپنا دارالخلافہ پشکلاوتی (بالاحصار) چارسدہ بنایا۔[17] تاہم ڈاکٹر احمد حسن دانی کا خیال ہے کہ منندر نے پشکلاوتی کی بنیاد (شیخان ڈھیری) اور ٹیکسلا (سرکپ) میں رکھی تھی جو کہ ان شہروں سے ملنے والے سکوں سے پتہ چلتا ہے۔ ڈاکٹر احسان علی کا خیال ہے کہ گندھارا کا پہلا دارالخلافہ پشکلاوتی تھا جو کہ قدیم ایرانی حکمران خاندان سے منسوب ہے، جس کا زمانہ خسرو اول سے لیکر داریوش تک رہا جس کا زمانہ تھا۔ یہ زمانہ ۴۸۶ق م سے ۵۲۸ق م تک کا تھا۔ ہندیونانیوں نے گندھارا کا دارالخلافہ ٹیکسلا کو بنایا، یہ 90-190ق م کا زمانہ تھا جس کو ہند سیتھیوں اور پارتھینیو نے برقرار رکھا۔ کنشک اول نے پشکلاوتی کی جگہ پورش پورہ (پشاور) کو دارالخلافہ بنایا تاہم کنشک کے بارے میں یہ دعویٰ بھی ہے کہ انکا دارالخلافہ باختر تھا جبکہ پشاور موسمی دارالخلافہ تھا۔ اگر انہی حوالوں کو مدنظر رکھا جائے تو ہنڈ (صوابی) پھر چوتھا دارالخلافہ بنتا ہے۔[18]

انڈس یونانیوں نے گندھارا پر سو سال(۱۹۰-۹۰ق م) تک حکومت کی۔ انہوں نے سیاسی نظام کی مضبوطی کے علاوہ کئی شہر (سرکپ)، ٹیکسلا، بالاحصار، شیخان ڈھیری (چارسدہ) وغیرہ بھی بنائے۔ انڈس یونانی بادشاہ منیندر کو راہب ناگا سینا نے بدھ مت کی طرف راغب کیا، منیندر نے بدھ مت کی تبلیغ کیلئے باجوڑ میں ایک سٹوپا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

بنایا۔ 2004عیسویں میں عزیز ڈھیری اور کانگوڈھیری (صوابی) سے منیندر کے دور سلطنت کے سکے ملے ہیں۔ بالا حصار اور شیخان ڈھیری (چارسدہ) سے ملنے والے سکوں سے پتہ چلتا ہے کہ (۹۰ق م) میں انڈس یونانیوں کو انڈس سیتھیوں نے شکست دی۔ انڈس سیتھنز کو انڈس پارتھینیو نے شکست دی جو کہ ایران سے آئے تھے۔ انڈس پارتھینو نے گندھارا پر اپنا سکہ جمایا، انہوں نے تعمیرات کو ترقی دی۔ ایک انڈس پارتھیسن بادشاہ گونڈوپارس کا ایک کتبہ تخت بھائی سے ملا ہے جو کہ پہلی صدی عیسوی سے تعلق رکھتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سائٹ کی ترقی ان کی مرہون منت تھی۔ گونڈوپارس نے کئی دوسرے شہروں کی ترقی میں نئے رجحانات کا اضافہ کیا جبکہ سرکپ (ٹیکسلا) میں ایک نیا شہر بھی بسایا۔ گونڈوپارس نے گندھارا پر 20ء سے لیکر 46تک (26سال) حکومت کی۔ انڈس پارتھینو اور بعد میں سلیناںیوں نے (۲۴۱ء سے ۳۴۱ءق م بعد از مسیح) کے دوران آگ کے قربان گاہ (بدھا دھونی) کو معارف کیا، جہاں سکوں اور بدھست مجسموں کو گزارا جاتا تھا۔[19]

جب کیوشیالگ نے ساکاز کو وسطی ایشیا سے نکالا تو وہ موجودہ افغانستان تک آگئے۔ (۹۰ق م) کے دوران انہوں نے گندھارا میں اپنے آپ کو مستحکم کیا۔ یہ بھی باور کیا جاتا ہے کہ چین کا ایک قبیلہ 'یوچی' کیوشانگ کی سربراہی میں وسطی ایشیا منتقل ہوا۔ بعد میں 'یوچی' نے مسند اقتدار سنبھالا اور 'کشنز' Kushansکے نام سے مشہور ہوا۔ پروفیسر فدا محمد صحرائی کا خیال ہے کہ کشن گلگت کے راستے سے گندھارا آئے تاہم 'زنک چانک' تکلیمکان اور ترکمانستان کے ذریعہ رسائی گلگت کی نسبت زیادہ آسان تھی۔ البتہ گلگت کا راستہ چینی سیاح اور عازمین یودھیانہ، گندھارا اور ٹیکسلا میں بدھ ازم کے اثرات تک رسائی کیلئے استعمال کرتے تھے۔[20]، پہلی صدی عیسوی کے وسط میں انڈس پاتھینیوں کو شکست ہوئی۔ کنشکا کے دور میں اس علاقے نے عروج کا زمانہ دیکھا۔ کشن دور حکومت کے بارے میں مستند ذرائع بہت کم ہیں تاہم [21] نے اس دور حکومت کو منطقی ترتیب دی، انکے مطابق یہ ترتیب مندرجہ ذیل ہے۔

کجولا کیڈپشس Kajula Kadpishes

وما نکتو Vima Naktu وما کیڈپیشس Vima Kadpishes کنشک

اولکنشکا نے باختر کو دارالحکومت بنایا جبکہ پرشپورہ (پشاور) کو موسمی دارالخلافہ قرار دیا۔ کنشکا 45سال حکومت

کرنے کے بعد 160AD میں وفات پا گیا۔ تاہم علم کتبات (Epigraphics) کنشکا دور حکومت کے بارے میں تاریخی شہادتیں یہ ہیں۔

کنشک اول

خویشکا

وسادیوا

کنشک دوم

واشسکا

کنشک سوم

وسادیوادوم

سب سے اہم دور کنشک اول کا ہے کنشکا اول نے تین موسمی دارالخلافے بنائے۔ کابل گرمائی جبکہ پشاور اور ماتھورا (ہنڈ) سرمائی دارالخلافے تھے۔ کنشکا اول سلطنت کی وسعت مرو (ترکمانستان) مغرب میں، کوہستان (زنک چانگ) مشرق میں، جبکہ جنوب میں بحر آرال تک تھی۔ اس میں موجودہ افغانستان، وادی سندھ، جبکہ وادی گنگا اور بنگال تک کے علاقے شامل تھے۔ بہت سے مؤرخین کشن سلطنت کو گندھارا تاریخ کا 'سنہری دور' پکارتے ہیں۔ کنشکا دوم نے متھورا (ہند) تک حکومت کی۔ اسی زمانے میں باختر پر اردشیر نے قبضہ کیا اور باختر کو ساسانی سلطنت کا حصہ بنایا۔ اردشیر کے بعد شاہ پور اول نے 245AD کے قریب گندھارا پر قبضہ جمایا۔ کشن کا تیسرا دور کشن ساسانی دور کہلاتا ہے (257-357AD)، سکوں کے علم کے مطابق کشن کا تیسرا دور، کنشکا دوم، واشسکا، کنشکا سوم، واسودیا دوم، اور شاکا پر مشتمل ہے۔ واسودیا نے گندھارا سلطنت کا قبضہ ساسین سے واپس لیا۔ شاکا نے واسودیا سلطنت قائم رکھا۔ شاکا کے بعد کیوندا، گدارا، اور گداکرہ آئے۔ ان علاقوں سے ملنے والے سکوں کے علم کے ان حکمرانوں نے پنجاب اور گندھارا پر قبضہ جمایا۔[22]

کشانو ساسین کے حکمرانوں پیرموز اول، ہارمُذز اول، ہارمُذز دوم کے زیر سلطنت بھی گندھارا رہا۔ بعد میں گندھارا کو علیحدہ کر کے شاہ پور دوم کے زیر حکمرانی رہا۔ علم سکہ اور علم کتبہ کے مطابق شاہ پور دوم نے (256-257AD) کے لگ بھگ (کشن کے آخری دور حکومت) کے خلاف (باختر اور گندھارا میں) مہم جوئی کی۔ کشن

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

بادشاہت کے خلاف شاہ پور دوم نے کیڈرائٹس (357-460AD)سلطنت قائم کی۔[23] مارٹن کا خیال ہے کہ ساسینوں نے کیڈارائٹس ریاست قبول کی جبکہ دوسری طرف کیڈارائٹس نے ساسین سلطنت قبول کی۔[24]،زیمل[25] کے مطابق کیدرارا کے بیٹے نے پشاور کو دارالخلافہ بنایا۔(458AD)کے دوران چینی گروپ جو کہ ہنز، سفید ہنز کے نام سے مشہور تھے، نے گندھارا پر قبضہ جمایا۔ انہوں نے ہندوستان پر بھی حملہ کیا لیکن گپتا حکمرانوں نے شدید مزاحمت کی تاہم بعد میں چھٹی صدی عیسوی کے دوران ہنز بادشاہ تورانا ما اور اسکے پیش رو مہراکالو نے جنوبی ہندوستان کے ایک بڑے حصے کو قبضہ کیا۔ موریہ کی طرح گپتاز بھی لوکل ہندوستانی حکمران تھے جنہوں نے (290-575AD)تک حکومت کی۔[26] گندھارا تاریخ کے بارے میں چینی ریکارڈ بھی ورثے کا حصہ ہے۔ گندھارا آنیوالا پہلا راہب فاہیان تھا جنہوں نے چیک ان میں (399AD)چھوڑی۔ فاہیان (Fa-Hian) نے اپنا سفیر ریشمی روڈ سے شروع کیا، پامیر کی پہاڑیوں کو عبور کرتے ہوئے یودھانا(سوات) پہنچے اور بالاخر گندھارا آئے۔ اس راستے کا نام بعد میں لی پن ووی شان، لی ان ہان چائنہ (Li-pin-wu-i-shan-Li-Han China)رکھا گیا، لی پین گندھارا کا پرانا نام تھا۔[27]

جبکہ ووشین لی(wu-i-shan-li) قندھار(افغانستان) کا نام تھا۔ فاہین نے شہباز گڑھ (مردان)، ٹیکسلا اور پشاور کے دورے کیے۔ اس نے پیپل کے مقدس درخت کا ذکر بھی کیا ہے جس کے گرد بدھا کا مجسمہ (عکس) پنہاں ہے۔ ایک اور زائر سنگ یون(sang- yun)نے(520AD) کے قریب گندھارا کا سفر کیا، اس نے لکھا کہ سوات میں بدھا کے 600 سنہرے مجسمے ہیں۔[28] کے مطابق سوات سے بدھا کے جو 17 مجسمے پائے گئے ہیں ان کی طرز مصوری سے پتہ چلتا ہے کہ یہ پہلی صدی عیسوی کے پہلے ربع سے تعلق رکھتے ہیں۔ بٹکارا ون(سوات) سے ملنے والے نوادرات کے مطابق سنگ یون(sang-yun)کا یہ دعویٰ درست ہے کہ یہاں سونے کے مجسمے پائے جاتے تھے۔ سنگ یون نے ٹیکسلا کا ذکر بھی کیا ہے، اس نے شہباز گڑھی (مردان) کی بھی نشاندھی کی ہے کہ یہاں مشہور کہانی 'وشوانترا جتاکا' کے آثار ہیں۔ ہیون سانگ (Hiun-Sang)نے(629AD)میں گندھارا کی سیر کی اس نے پرشاپور (پشاور) اور کنشکا کے سٹوپا اور وہاں مندر کا ذکر کیا ہے۔ اس نے پشکلاوتی (چارسدہ کے قریب قدیم آثار)، بادشاہ اشوکہ کے سٹوپا، شنکر دار گاؤں سوات کے قریب بادشاہ اترا سینا کے سٹوپا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

اور اس جیسے دوسرے مقامات کا ذکر کیا ہے۔ ہیون سانگ کے دورہ کے دوران گندھارا پر کاپیسا دور حکمرانی تھی اور بدھا کے مقبرے، گاؤں اور روڈ خستہ حال تھے۔

ساتویں صدی عیسوی تک سندھ کا سرحد کشمیر تھا۔ ٹیکسلا جو کہ اس سے پہلے کاپیسا کے زیر تسلط تھا اب لوکل حکمران ساتریا(Ksatriya) کے قبضہ میں تھا۔(666AD) کے قریب یہاں ترک شاہی نے اپنی حکمرانی قائم کی۔[29] گندھارا پر ترک شاہی کی حکمرانی کے آثار ڈاکٹر احسان علی اور گل رحیم خان نے ہنڈ (صوابی) سے 1996ء میں کھدائی کے دوران معلوم کئے ان سے حق حکمرانی (822AD) میں ہندو شاہی نے چھین لیا۔ انہوں نے 'ہنڈ' کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ یہ تسلط 977 صدی عیسوی تک قائم رہا۔ ہندوشاہی طرز حکومت کا خاتمہ 962 عیسوی میں اس وقت ہوا جب غزنوی کے البتگین نے اسے مسلم ریاست میں تبدیل کرنے کی غرض سے حملہ کیا۔ 977 عیسوی میں سبکتگین نے ہندو شاہی پر بڑا حملہ کیا ان حملوں کی وجہ سے ہندو شاہی نے اپنا دارالخلافہ 'نندنا' (990AD) کے قریب تبدیل کیا۔ غزنوی جرنیلوں نے اپنے حملے جاری کئے اور 998ء میں پشاور پر حملہ کیا۔ 2-1001ء میں ہندو شاہی کے حکمرانوں جے پال اور آنند پال کیخلاف کامیاب مہم جوئی کئے، 1002ء تک گندھارا پر غزنوی راج قائم ہو چکا تھا۔ 1186ء میں محمد غوری نے غزنوی سلطنت کی جگہ لی اور برصغیر میں پہلے مسلم سلطنت کی بنیاد رکھی۔[30]

1.4- پشکلاوتی

پشکلاوتی، جو کہ یونانی میں (peukelaotis) کہتے ہیں۔ جبکہ سنسکرت میں یہ کنول کے پھول کو کہتے ہیں۔ رامایانہ کے مطابق اسکا نام پشکلاوتی اسلئے رکھا گیا کہ یہ 'پشکلا' بادشاہ جو کہ 'بھارت' کا بیٹا تھا، کی جائے پیدائش ہے۔[31]، تاہم احمد حسن دانی کا خیال ہے کہ پشکلا کا اصلی نام 'پشکراستی' تھا یہ 'پشکالاسکتی' بھی ہو سکتا ہے۔[32] 'پشکلا' کے بارے میں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ اس نے یہ خطرناک ترین کوشش کی تھی کہ مشرق کی طرف 'آوانتی' حکمران (ہند) کو للکارا تھا۔ پشکلا کے بارے میں معلومات بہت کم ہیں، زیادہ تر حوالے قیاس آرائیوں پر مبنی ہیں جس میں ایک یہ بھی ہے کہ 'پشکلا' ان قبیلوں کے مقابلے کیلئے نکلا تھا جنکی نظر 'پشکلاوتی' جیسے خوبصورت دارالخلافے پر تھی۔ یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ ان آٹھ قبیلوں کا بڑا تھا جیسے مقامی طور پر 'ہشنغر' کہتے ہیں۔ یہ نام 'اشتکانا گر' (Ashtakanagar) سے ہشنغر بنا، یہ نام اب دریائے سوات اور کابل کے 'دوآبے' کیلئے مستعمل ہے۔ 'پشکراساتی' کے موت (6^{th} BC century) میں ہوئی۔ ہندو روایات کے مطابق اس علاقے میں زوال کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

طرف گئے تاہم پشکلاوتی محفوظ رہا، ایک عام نام 'اشتکا'(Ashtaka) یہاں کی پہاڑیوں میں اب بھی گونج رہا ہے اور یہ نام جنوب میں جا کر 'خٹک' کے نام سے محفوظ رہا۔

پہاڑوں کا یہ سلسلہ جو دریائے سندھ کے کنارے ایک مقام ہے جہاں زمانے بعد مغل بادشاہ اکبر نے ایک قلعہ تعمیر کیا اور اس مقام کا نام 'اٹک' رکھا۔[33] اگرچہ منظر نامے سے ہندوستانی نقطہ نظر غائب ہو گیا لیکن پشکلاوتی کا شہر اب بھی اس منظر پر غلبہ حاصل کر چکا ہے۔ پورا وادی پشاور دریائے سندھ کا زون مغربی کلاسیکی اور ایران اچیمینی تاریخ میں اب بھی پشکلاوتی محفوظ ہے۔ ایران نے پرانے تاریخ میں یہ ساری زمین انکی اپنی زبان میں 'پاروپراسیسانا' کے نام سے مشہور تھی یعنی ایسی زمین جو پہاڑوں کی پشت پر ہو۔[34] ایرانی نام بابل کے رسمی دستاویزات میں گندھارا کی جگہ موجود ہے، اس لفظ سے مشتق یونانی لفظ (Paropamisadal) سے اخذ کیا گیا ہے۔ بعد میں اس کا اطلاق دریائے کابل کی وادی پر بھی کیا گیا، تاہم لفظ 'گندھارا' مقامی زبان میں ڈاریوس اور انکے پیشروکاروں کے زمانے سے ہوا۔ یہ کیروس تھا جس نے 'پشکراستی' کی دور حکومت کا خاتمہ کیا اور فارس اقتدار کو دوام بخشا۔ یہ بھی کہا گیا کہ ڈاریوس نے سکائی لیکس کو یہ فرمان جاری کیا کہ دریائے سندھ، سمندر میں کس جگہ گرتا ہے کو معلوم کیا جائے۔ انہی جغرافیائی دریافتگی سے مغرب کو پتہ چلا کہ یہاں کونسی قوم اور لوگ رہتے ہیں۔ ہیروڈوٹس نے ملک 'پکتیاکا' کا ذکر کیا ہے اور 'گندھاریو' کا بھی۔

سر اولف کیرو نے بھی 'پکتیاکا' کو 'گندھارا' کہا، ہیروڈوٹس نے لکھا ہے کہ اس نے سفر 'کسپاتوپورس'(Kaspatoros) سے شروع کیا جو کہ ملک 'پکتیوکا' کا شہر تھا، کیا کسپاتوپورس 'پکتیوکا' کا حصہ تھا۔ سر اولف کیرو نے بھی اسکی حمایت کی ہے۔ لگتا یہی ہے کہ ایک ہی شہر دو مختلف ہجوں میں تقسیم ہے۔ تاہم گندھارا کے ساتھ پکتیکا کی شناخت ابھی مزید تحقیق طلب ہے۔ ہیروڈوٹس کی ابتدائی بیانات سے وضاحت ممکن ہے لیکن 'ہیکاٹائس' کیساتھ اس بات پر متفق ہونا ممکن ہے کہ 'کسکاپورس' گندھارا کا حصہ تھا۔ 'کسکاپورس' کونسا شہر تھا؟ کیا یہ 'پراش پور'(پشاور)، یا سکوریا پشکلاوتی تھا؟، موجودہ معلومات / حوالوں کے مطابق یہ بالکل موجودہ پشکلاوتی ہی تھا جو اس وقت عظمت کے عروج پر تھا۔ سر اولف کیرو کیساتھ مقامی علم کی سطحیت کیا تھی؟ لیکن یہ کہنا حق بجانب ہے کہ 'سکائی لیکس' نے جس قسم کی بری اور بحری مہمات اس سلسلہ میں کی تھیں، سب کی شروعات 'پشکلاوتی' سے ہوتی ہے۔ یہ کہنا اسلئے بھی حق بجانب ہے کہ اس نے دو دریاؤں کے سنگم کا ذکر کیا ہے جبکہ پشاور دریائے کابل سے

دور واقع ہے اسلئے کا سپاپورس' بھی 'پشکلاوتی' ہی ہے نہ کہ پشاور یا 'پارش پور' در حقیقت 'پشکلاوتی' مغربی حوالوں میں کلاسیکل بن گیا۔ یہ وہ شہر تھا جسے سکندر اعظم کے دو جرنیلوں نے محاصرے میں رکھا، یہی پر اخروی باختر یونانیوں نے ایک نیا شہر شیخان ڈھیری بسایا۔[35]

اگر ٹارن (1951) کے حوالے کا تعین کیا جائے[36] تو ایک اور صوبہ 'پویوسی لیٹیز' Peucelatis کا ذکر بھی ثابت ہوتا ہے کہ مغربی کلاسیکل حوالے اور ذرائع صرف 'گندھارا' اور 'پشکلاوتی' سے شناسا ہے۔ انہی ذرائع میں تیسری صدی عیسوی تک پشاور کا ذکر نہیں۔ تیسری صدی عیسوی میں ساسین سلطنت کے بادشاہ شاہ پور اول کے زمانے میں پہلی مرتبہ 'پشکی پور' کا ذکر اپنے مشرقی سرحد کے طور پر کیا ہے۔[37] 'پاشکی پور' کی نشاندہی 'پشاور' کے طور پر یقینی مفروضے کیساتھ ساسین حوالوں میں اسکے 'کشن' دارالخلافہ کے طور پر ہوا۔[38]

اور یہ یقینی پشاور ہی تھا، کشن دور کے آثار سے ملنے والے ذرائع 'پشکلاوتی' ہی دارالخلافہ بتاتا ہے۔ فرانسیسی سکالر 'گر شمین'[39] نے شاہ پور کے فتحیابی کی تصویر کشی ایسے کی ہے؛ "شاہ پور کے فاتح فوج نے پشاور کا محاصرہ کیا جو کہ کشن سلطنت کا سرمائی دارالخلافہ تھا۔ وادی سندھ پر قبضہ جمانے کے بعد شمال میں کوہ ہندوکش کو عبور کرتے ہوئے باختر کو فتح کیا۔ دریائے آمو کو عبور کرتے ہوئے سمرقند اور تاشقند کو بھی فتح کیا"۔ ایک واضح حقیقت یہ ہے کہ ساسینوں نے کشن کو شکست دی اور اسی وجہ سے شاہ پور اول کا یہ دعویٰ صحیح نظر آتا ہے کہ انہوں نے کشنز کا سارا علاقہ حاصل کیا تھا جسمیں 'پشکی پور' کا علاقہ بھی شامل تھا۔ پروفیسر رچرڈ کا خیال ہے کہ 'پشکی پور' کسی شہر کا نام نہیں بلکہ وادی کا نام تھا۔ اگر ایسا ہی ہے تو یہ خیال غلط نہیں کہ لفظ 'پشکلاوتی'، 'پشکی پور' کی شکل میں سیسانی حوالوں میں موجود ہے۔ اسلئے پرانے کلاسیکل مغربی اور ایرانی حوالوں میں پشاور کی بجائے 'پشکلاوتی' کا ذکر موجود ہے۔[40]

حوالہ جات

1. Brown, Percy, 1908. A Description Guide to the
2. Khan M. Ishtiyaq, 1998, Buddism in Gandhara, Some Throughs Journal of Asian Civilizatoin xxi (II).
3. Burgess , James, 1897, The Ancient Monuments, Temples and sculptures of India (17, London)

4. Ibid
5. Beal, Samual (2003), Buddist Records of the Western World, London
6. Ihsan Ali, 2008, Ghandharan Sculptures in the Peshawar Meuseum (Life Story of Budda)
7. Ibid
8. Peshawar, Historic City of the Frontier. Sang e Meel Publishers 2002.
9. Ihsan Ali, 2004, Catalogue of Coins in Peshawar Museum -1 (Kushan Period, Frontier Archeology-11, Peshwar)
10. Ihsan Ali – 2008-ibid.
11. Marshal, J.H, (1923-24), Archaelogical Survey of India. Annual Report. New Delhi 1990
12. Tussi, Giuseppe, 1963, An Image of a Devi Discovered in Swat and Some Conducted Promlems, East and West 14, Rome.
13. Stein, Aural, 1929, On Alexander Track to the Indus, London.
14. Marshal, J.H, (1923-24), Archaelogical Survey of India. Annual Report. New Delhi 1990
15. Tussi, Giuseppe, 1963, An Image of a Devi Discovered in Swat and Some Conducted Promlems, East and West 14, Rome.
16. Stein, Aural, 1929, On Alexander Track to the Indus, London.
17. Wheeler, REM, 1962-Ibid
18. Ihsan, Ali, 2008, Ghandhara Sculptures in the Peshawar museum (Life Story of Bhudda) Hazara University, Mansehra-Pak

19. Ihsan, Ali, 2008
20. Sehrai, Fida, 1991. The Bhudda story in Peshawar Museum. Peshawar
21. Cribs, J, 1990. Numismatic evidence fir Kushans sassanians chronology studia, Iranica
22. Mittervallner, GV, 1991. The Sargodha Heard of late Kushana Coins in the Lahore Museum; Lahore Museum Bulleton IV. Lahore
23. Ihsan Ali, 2008
24. Martin, M.F.C, 1937, Coins of Kidara and the little Kushans; Journal of the Asiatic Society of Bengal 3.
25. Ziemal, E.V, the Kedarite Kingdom in central Asia; History of Civilization of Central Asia, New Delhi
26. Litvinsky, 1999, the Heptalite Empire; History of Civilization of Central Asia, New Delhi
27. Khan, M.Ishtiaq, 1998, Bhuddhism in Gandhara Some thoughts; Journal of Asian Civilization XXI (II)
28. Tussi, 1928
29. Rehman, A, 1979. The Last Two Dynasties of the Shahis, Islamabad
30. Ihsan Ali, 2008
31. Raychandhuri, 1953; Political History of Ancient India, Calcutta, 1953.

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

32. Dani, AH, 2002; Peshawar, Historic City of the Frontier. Sang-e-Meel Publishers, Lahore،Khattak-(= (A) Shataka)
33. Dani, AH, 2002............Ibid
34. A.T Olamstead;(1948); History of the Persian Empire, Chigago
35. Sir, Mortimer, Wheeler, Charsadda, Oxford, 1962, Ancient Pakistan.vol II
36. WW.Taran, 1951; the Greeks in Bactria and India, Cambridge
37. Ahmad Hasan, Dani, 2002; Peshawar Historic City of the Frontier, Sang-e-Meel Publisher